Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 01,
Oct – Dec. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

دعوت و تبلیغ میں سلف خواتین کا کردار

The Role of Salaf Women in Dawah and Tabligh

Chanda Yasin *
Research Scholar MS, Department of Islamic Studies,
Lahore College for Women University, Lahore

Dr. Sadaf Sultan **
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Lahore College for Women University, Lahore

Version of Record
Received: 02-Oct-22 **Accepted**: 10-Nov-22
Online/Print: 28-Dec-2022

ABSTRACT
Quran verses and Ahdith about da'wah applies to Muslims, both men and women. It is now the responsibility of every Muslim, male and female to carry on with the mission of Holy Prophet (PBUH). From the very beginning women have played vital roles in the propagation of fundamental truths of Islamic Da'wah. From the sacrifices of summayyah, to the collected Ahdith of Ayesha, women have been instrumental in the flourishing and spreading of this deen. The books of history are replete with incidents of the illustrious Sahabiat including Azwaj al-Mutahharaat and Tabi'aat. Hazrat Summayyah was the first Muslim women, killed in Islam. Hazrat Khadijah, the first wife of the Holy Prophet (PBUH),who was very rich, spent of her money to support Da'wah. Umm' Imarah fought in defense of the Prophet in Uhud battle. We should remember all these great women, and what they did for Islam and learn it.

Keywords: *Islamic Da'wah, Propagation, Replete, Illustrious, Great Women, Instrumental, Flourishing*

CC BY

تمہید

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے جہاں تک دعوت دین کے بارے میں عورتوں کے کردار اور ذمہ داریوں کی بات ہے تو دین اسلام کی طرف دعوت تو ہر مسلمان مرد اور عورت کی ذمہ داری ہے۔ کتب احادیث اور مسلمانوں کی تاریخ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ دین اسلام میں خواتین دعوت دین کے کام میں کتنی سرگرم تھیں، ان کی دعوت دین سے پُر زندگی آئندہ آنے والی امت کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے نمونہ بھی ہے اور راہ عمل بھی۔ دعوت میں ایک مسلمان عورت کا کیا کردار ہونا چاہیے امت کی تعلیم و تربیت میں ایک عورت کا کیا دائرہ عمل ہونا چاہیے، امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کی زندگیاں ان تمام سوالات کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ان کی بامقصد زندگیاں آج کے پر فتن دور میں عورتوں کے لیے راہ عمل بھی ہیں اور راہ نجات بھی۔ قرآن حکیم میں ایسی بہت سی نصوص ہیں جن میں دعوت دین اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے مسلمان مرد اور عورت دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں جو عمومی نصوص وارد ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[1]

(تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾[2]

(اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول ﷺ تم پر گواہی دینے والے)

ان آیات میں خصوصی طور پر امۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں مسلمان مرد اور عورتیں اور بچے بوڑھے سبھی شامل ہیں۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر پوری امت کی ذمہ داری ہے۔ الرائد میں "الامة" کا درج ذیل مفہوم بیان کیا گیا ہے:

"الأمة. ج أمم. (1)جماعة من الناس يعيشون في وطن واحده، وتجمعهم رغبة في الحياة المشتركة تدعمها وحدة في التاريخ أو اللغة أو الدين أو الاقتصاد أو فيها جميعا. (2) الوالدة. (3) كل جنس من الحيوان. (4) الجيل. (5) الدين. (6) الطريقة. (7) الحين والمدة والوقت. (8) القامة"[3]

(امت کی جمع امم ہے (1)لوگوں کی ایسی جماعت جو ایک ہی علاقے یا وطن میں رہتی ہوں، اس جماعت کو کسی امر جامع مجتمع کیا ہو، جن افراد کے درمیان کوئی اصل مشترک ہو، یا تاریخ، زبان، دین، اقتصادیا تیا یہ تمام چیزیں ان میں مشترک ہوں وہ امت کہلاتی ہے۔(2)ماں، (3) نسل، (4) دین، (5) راستہ، (6) وقت اور مدت، (7) قد و قامت)۔

امت کا لفظ خاص طور پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پیروکاروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور دوسری بات یہ کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں امت مسلمہ کی جو ذمہ داریاں اور دعوت و تبلیغ کا اہم مشن سونپا گیا ہے اس کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں کہ دعوت کی ذمہ داری ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے البتہ دونوں کا دائرہ عمل مختلف ہے۔ ان آیات کی تشریح و تعبیر میں تمام علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ دعوت دین کی ذمہ داری ہر مسلمان پر فرض ہے۔[4]

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے بلا تفریق طبقات و قبائل بلا تخصیص مرد وزن سب کے لیے عام تعلیم کی آواز بلند کی اور نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

> **"عن ابي سعيد الخدري رضى الله عنه قال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ : مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ"[5]**
>
> ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ (تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روک دے اور اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہو گا)

اس کے علاوہ کتب احادیث میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر بہت سی احادیث مذکور ہیں۔ جن کے مخاطبین پوری امت کے مسلمان ہیں، جن میں عورتیں بھی شامل ہیں، اور اس کی وضاحت علامہ ابن قیم اس طرح کرتے ہیں:

> **"قَدْ اسْتَقَرَّ فِي عُرْفِ الشَّارِعِ أَنَّ الْأَحْكَامَ الْمَذْكُورَةَ بِصِيغَةِ الْمُذَكَّرِينَ إذَا أُطْلِقَتْ وَلَمْ تَقْتَرِنْ بِالْمُؤَنَّثِ فَإِنَّهَا تَتَنَاوَلُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ؛ لِأَنَّهُ يُغَلِّبُ الْمُذَكَّرَ عِنْدَ الِاجْتِمَاعِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾"[6]**

(شارع کی عرف میں یہ بات ثابت ہے کہ تب شرعی احکام کا بیان مؤنث کے صیغے کے بغیر مذکر کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا جائے تو اس صیغے میں مرد اور عورت دونوں اصناف داخل ہوتی ہیں کیونکہ اجتماع کی صورت میں مذکر غالب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:(جب لوگوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں)اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں)

اور اس بات کی وضاحت علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں ہے اور علامہ زرکشی کی البرھان فی علوم القرآن میں اور ابن عقیلہ کی الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن میں بھی کی گئی ہے۔ان میں قرآن کریم میں مستعمل خطاب کے مختلف طریقوں کی وضاحت کی گئی ہے۔[7]

دعوت و تبلیغ میں سلف خواتین کا کردار:

تاریخ دعوت خواتین اسلام کی قربانیوں اور خدمات کا ذکر کیے بغیر نامکمل رہتی ہے۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دین اسلام کو پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں اپنے ہر ہر عمل اور کردار سے دین کی دعوت دی۔ تمام آزمائشوں اور مصائب کو سہتے ہوئے ثابت قدم رہیں،انہوں نے اپنے ایثار تقوی اور دین اسلام پر اپنی ثابت قدمی سے ثابت کر دیا کہ خواتین دین اسلام کی دعوت وترویج میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

فروغ دعوت و تبلیغ میں تاریخ کے اوراق نامور خواتین کے عظیم کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔ان میں امہات المومنینؓ اور صحابیات کرامؓ جیسے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت ام عمارہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت اسماءؓ، حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کا شمار صف اول میں ہوتا ہے۔یہ خواتین جذبہ دعوت و تبلیغ سے اس طرح سرشار تھیں کہ بہت سے جید صحابہ کرامؓ ان کی دعوت دین سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ان میں حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی شامل ہیں جو اپنی بہن کی ثابت قدمی اور جذبہ ایمانی سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔اس فریضہ کی انجام دہی میں خواتین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا یا انہیں اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق ہونا پڑا حتیٰ کہ انہیں اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر گھر بار کو خیر آباد کہنا پڑا مگر انہوں نے راہ حق میں آنے والے ہر طرح کے مصائب و آلام کا صبر و استقامت سے مقابلہ کیا اور فروغ اسلام میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔خواتین اسلام نے صرف اپنوں کو ہی حق پر رکھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ معاشرہ میں جہاں کہیں ان کو بگاڑ نظر آیا،اس کی اصلاح کی جدوجہد کرتی رہی ہیں۔

امت محمدی ﷺ میں **حضرت خدیجہؓ بنت خویلد** وہ پہلی زوجہ رسول ﷺ تھیں جنہوں نے کفر و شرک سے آلودہ ماحول میں بلند ہونے والی صدائے حق پر سب سے پہلے لبیک کہا اور حضور ﷺ کی دعوت ایمان کو دل و جان سے قبول کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کی انہوں نے ساری زندگی حضور ﷺ کے قرب میں رہ کر دین اسلام کی خدمت کی اور اپنے اخلاق عالیہ سے ایسے روشن مینار قائم کیے جن کی نورانی شعاعوں سے قیامت تک آنے والی خواتین رہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔

سیرت ابن ہشام میں ہے:

"حضرت خدیجہؓ بنت خویلد آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ اللہ کی طرف سے جو دین آپ ﷺ لائے تھے اس کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ کی تبلیغی جدوجہد میں آپ کی معاونت کی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کے ماننے والوں میں پہلی شخصیت ان کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اپنے نبی کا بوجھ ہلکا کیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی تردید یا تکذیب یا کوئی بھی تکلیف دہ بات سنتے تو رنجیدہ خاطر ہو جاتے لیکن جب آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچتے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اسے دور فرماتا۔ وہ آپ ﷺ کو ثابت قدم رکھتیں۔ آپ ﷺ کا غم ہلکا کرتیں، آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق کرتیں اور لوگوں کے رویے کی تحقیر اور مذمت فرماتیں۔"[8]

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ ہر قسم کے روح فرسا مصائب کو ہمیشہ نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور آپ ﷺ کی رفاقت اور جان نثاری کا حق ادا کر دیا۔ وہ اپنے غیر مسلم اعزاء و اقارب کے طعن و تشنیع کی پروا کیے بغیر دعوت و تبلیغ دین میں حضور ﷺ کا دست و بازو بنی رہیں ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہ کر تکالیف و مصائب برداشت کیے۔ آپؓ کے بارے میں ابن اسحاق لکھتے ہیں۔

"وَكَانَتْ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ عَلَى الْإِسْلَامِ"[9]

(وہ اسلام کے متعلق آپ کی سچی مشیرہ کار تھیں)

سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپؓ نے درس و تدریس کے ذریعے دعوت و تبلیغ دین میں اعلیٰ وارفع مقام حاصل کیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے علمی کمال کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

"خذوا نصف دينكم عن هذه الحميرا"[10]

(تم اپنا آدھا دین اس حمیرا (یعنی عائشہ) سے حاصل کرو)

حضرت عائشہؓ وہ معزز خاتون اور زوجہ رسول ﷺ ہیں جنہوں نے دو ہزار سے زائد احادیث روایت کی ہیں جو بے شمار معاشرتی مسائل اور الجھنوں کو سلجھانے کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں آپؓ سے بے شمار صحابہ کرامؓ نے حدیث رسول ﷺ کا علم حاصل کیا ہے۔ مستند روایات کے مطابق حضرت عائشہؓ 8 ہزار سے زائد صحابہ اکرامؓ کی استاد تھیں۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے:

"جب بھی ہم صحابہ کو کسی حدیث کے بارے میں مشکل پیش آتیہم حضرت عائشہؓ سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کے متعلق ضروری علم پاتے۔"[11]

قبیصہ بن ذویبؓ سے روایت ہے:

"حضرت عائشہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں، بڑے بڑے اکابر صحابہؓ ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔"[12]

حضرت عائشہؓ فطرتاً نہایت دلیر اور نڈر تھیں۔ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک ہو کر اہم کردار ادا کیا غزوہ احد میں ان کی خدمات سے متعلق حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:

"جب غزوہ احد میں لوگ حضور نبی اکرم ﷺ سے دور ہوگئے تو میں نے حضرت عائشہؓ بنت ابو بکر اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ دونوں نے اپنے دامن سمیٹے ہوئے ہیں۔ دونوں اپنی کمر پر پانی کی مشق لاد کر لاتیں اور پیاسے مسلمانوں کو پلاتی تھیں۔ پھر لوٹ جاتیں اور مشکیزے بھر کر لاتیں اور پیاسے مسلمانوں کو پانی پلاتیں۔"[13]

حضرت عائشہؓ حضور نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد 48 برس تک عالم اسلام کے لیے رشد وہدایت، علم وفضل اور خیر وبرکت کا ایک عظیم مرکز بنی رہیں۔

حضرت ام شریک دوسیہؓ کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابیات میں ہوتا ہے۔ وہ آغاز اسلام میں مخفی طور پر قریش کے گھروں میں جاکر ان کی عورتوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں۔ قریش کو ان کی کوششوں کا پتہ چلا تو انھوں نے ان کو مکہ سے نکال دیا۔

ابن الاثیر لکھتے ہیں:

"وہ مکہ کی گلیوں میں گشت کرتی تھیں اور خفیہ طور پر قریش کے گھروں میں جاکر ان کی خواتین کو اسلام کی جانب مائل کرتیں اور دعوت حق دیتیں۔ جب قریش کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے ام شریکؓ کو مکہ سے نکال دیا اور پھر وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں۔"[14]

حضرت سمیہؓ بنت خباط نہایت بلند پایہ صحابیہ تھیں حضور اقدس ﷺ کی حیات اقدس کا سارا دور حضرت سمیہؓ کے سامنے گزرا جس کی وجہ سے انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت و کردار کا نہایت گہرا اثر قبول کیا۔ آپ ﷺ نے جب دعوت حق کا آغاز کیا تو بغیر کسی تامل کے حضرت سمیہؓ نے لبیک کہا۔ حضرت سمیہؓ نے راہ حق میں اپنے ضعف اور کبرسنی کے باوجود مشرکین مکہ کی انسانیت سوز تکالیف کو جھیلا۔ کبھی آپؓ کو لوہے کی زرہ پہنا کر صحرا کی گرم ریت پر لٹایا جاتا تو کبھی گرم سلاخ سے آپ کے جسم کو داغا جاتا اور کبھی کھولتے پانی میں غوطے دیے جاتے۔ ان تمام مصائب کے باوجود آپ کے قدم جادہ حق سے ایک لمحہ کے لیے بھی نہ ڈگمگائے، یہاں تک کہ آپؓ نے اپنی جان بھی اس کار خیر کی خاطر قربان کر دی۔

ابن سعد لکھتے ہیں:

"ایک دن ابو جہل حضرت سمیہؓ کے پاس سے گزرا۔ غصہ اور طیش میں اس بدبخت نے نیزہ آپؓ کے نازک اعضا پر دے مارا زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ شہید ہو گئیں۔ آپ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں ۔ آپ بہت بوڑھی اور کمزور تھیں۔"[15]

حضرت سمیہؓ نے دین اسلام کی شہیدہ اول کے درجے پر فائز ہو کر ہمیشہ کے لیے دعوت و عزیمت کی راہ پر چلنے والوں کے لیے واضح کر دیا کہ عورت دعوت دین کی راہ میں قربانی دینے والوں کی فہرست میں کبھی پیچھے نہیں رہی۔

حضرت ام سلیمؓ کا شمار انصار کے السابقون الاولون میں ہوتا ہے آپؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان عقد مواخات آپؓ کے گھر ہوا۔

آپؓ وہ عظیم المرتبت صحابیہ ہیں جنہوں نے کئی جہتوں سے اسلام کی دعوت و سربلندی میں اپنا کردار ادا کیا۔ آپؓ نے بے شمار غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ حضرت ام سلیمؓ فتح مکہ کے چند ماہ بعد اپنے شوہر کے ہمراہ معرکہ حنین میں والہانہ ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوئیں۔ حضرت ابو طلحہؓ پامردی سے حضور ﷺ کے دائیں بائیں لڑ رہے تھے اور آپؓ ہاتھ میں خنجر لیے شمع نبوت پر قربان ہونے کے لیے تیار کھڑی تھیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

”حضرت ام سلیمؓ نے جنگ حنین کے دن ایک خنجر لیا جو ان کے پاس تھا حضرت ابو طلحہؓ نے وہ خنجر دیکھ لیا، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ ام سلیمؓ ہیں ان کے پاس ایک خنجر ہے۔۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ خنجر کیسا ہے؟ حضرت ام سلیمؓ نے عرض: میں نے یہ خنجر اس لیے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک آپ ﷺ کے قریب آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔“[16]

حضور ﷺ نے آپؓ کو جنت کی بشارت خود دی۔

حضرت ام ایمن بن ثعلبہؓ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ تھیں۔ آپؓ نے اشاعت اسلام میں مختلف غزوات میں شریک ہو کر بہادری کے جوہر دکھائے۔ غزوہ احد میں ایسے حالات بھی آئے جب آپؓ نے میدان جنگ سے فرار ہونے والوں کو دوبارہ جنگ پر آمادہ کیا۔

"السيرة الحلبيه" میں ہے:

”ان میں سے ایک گروہ مدینہ کی طرف بھاگ گیا وہاں انہیں ام ایمنؓ ملیں آپؓ نے ان کے چہروں پر مٹی پھینکی اور ان میں سے بعض سے فرمایا: یہ میرا چرخہ لے جاؤ اسے کاتو اور لاؤ اپنی تلواریں مجھے دے دو۔“[17]

حضرت ام ایمنؓ فروغ دین میں نڈر اور جرات کا روشن ستارہ تھیں۔

حضرت ام عمارہؓ، حضرت ام سلیمؓ کی طرح نہایت بلند حوصلہ جرات مند اور دلیر خاتون تھیں۔ انہوں نے بیعت رضوان،، غزوہ احد، خیبر، عمرۃ القضاء اور غزوہ حنین جیسے اہم معرکوں میں دین حق کی سربلندی کے لیے بہادری کے جوہر دکھائے، اور تاریخ میں خاتون احد کے نام سے مشہور ہوئیں۔ میدان احد میں حضرت ام عمارہؓ کی سکیورٹی کرنے کی گواہی خود حضور ﷺ نے دی آپ ﷺ نے فرمایا:

"ما التفت يمينا ولا شمالا آلا و آنا اراها تقاتل دونی "[18]

(احد کے روز ایک وقت آیا کہ) میں اپنے دائیں بائیں جدھر دیکھتا تھا تو میری حفاظت میں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب ہی لڑ رہی ہوتی تھیں)

آپؓ نے جنگ یمامہ میں بھی شرکت کر کے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔

یحییٰ بن حبانؒ سے روایت ہے:

"جرحت ام عماره با حد اثنى عشر جرحا، و قطعت يدها باليما مه "[19]

(جنگ احد میں ام عمارہؓ کو بارہ زخم آئے تھے اور جنگ یمامہ میں آپؓ کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا)

حضرت ام عمارہؓ کی بہادری دعوت دین کی راہ پر چلنے والی خواتین کے لیے بہترین اسوہ ہے۔ **حضرت فاطمہؓ بنت خطاب** نہایت جلیل القدر صحابیہ ہیں حضور ﷺ نے بعثت کے بعد جو نہی دعوت حق کا آغاز فرمایا تو آپؓ نے اپنے شوہر حضرت سعیدؓ بن زید کے ساتھ بلا تامل السابقون الاولون کی صف میں دین حق دعوت کو قبول کیا آپؓ کی دعوت و تبلیغ میں استقامت کی وجہ سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچا۔ آپؓ کے بھائی حضرت عمرؓ بن خطاب دین حق کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور مسلمانوں پر ظلم کرنے میں کسی سے کم نہ تھے۔ حضرت عمرؓ کو جب اپنی بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو آپؓ غضب ناک ہو کر ان کے پاس پہنچے۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں:

"حضرت عمرؓ اسلام لانے سے قبل تلوار سونت کر جا رہے تھے۔ راستے میں آپ سے بنی زہرہ کا ایک شخص ملا۔ اس نے پوچھا آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں محمد ﷺ کو قتل کرنے جا رہا ہوں (معاذ اللہ) اس نے کہا: اے عمر! کیا میں تمہیں عجیب بات نہ بتاؤں کہ تمہارے بہنوئی سعید اور تمہاری بہن کو جنون لاحق ہو چکا ہے اور وہ دونوں اپنا دین چھوڑ چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصے کی حالت میں ان کے گھر کی طرف چل پڑے جب آپ ان کے دروازے پر پہنچے تو بہن اور بہنوئی کے پاس حضرت خبابؓ بن ارت تھے جو ان دونوں کو سورہ طہٰ پڑھا رہے تھے۔ جب حضرت خبابؓ کو حضرت عمرؓ کی آمد کا پتہ چلا تو وہ پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمرؓ نے داخل ہو کر پوچھا کہ یہ ہلکی سی آواز کیا تھی جسے میں نے تم دونوں کے پاس سنا؟ ان دونوں نے کہا: کچھ بھی نہیں سوائے اس بات کے جو ہم آپس میں کر رہے تھے. آپؓ نے کہا: شاید تم دیوانے ہو چکے ہو اور تم نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے۔ آپؓ سے آپؓ کے بہنوئی سعید نے کہا: ہاے عمر! بھلا آپؓ بتائیں کہ اگر حق آپؓ کے دین کے علاوہ دین میں ہو تو؟ اس بات پر حضرت عمرؓ اپنے بہنوئی کی طرف بڑھے اور انہیں شدید مارا۔ آپؓ کی بہن نے آپؓ کو اپنے خاوند سے دور دھکیلا تو آپؓ نے اپنی بہن کے چہرے پر مارا اور ان کا چہرہ خون آلود کر دیا۔ پھر آپؓ کی بہن نے غصے کی حالت میں کہا: اے عمرؓ! بتاؤ اگر حق تمہارے دین کے علاوہ کسی اور دین میں ہو تو؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ جب حضرت عمرؓ مایوس ہو گئے تو فرمایا: مجھے یہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں۔ آپؓ کی بہن نے کہا کہ اسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔"[20]

کتب احادیث وسیر میں آتا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے باوضو ہو کر سورہ طٰہٰ کی تلاوت کی، جس سے ان پر لرزہ طاری ہو گیا اور اسی کیفیت میں انھوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں جاکر کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یوں حضرت عمرؓ کے حلقہ بگوش اسلام ہونے میں سب سے بڑا ہاتھ حضرت فاطمہؓ کا ہے کہ جن کی استقامت سے حضرت عمرؓ کا دل موم ہوا اور وہ اعدائے حق کی صف سے نکل کر علمبرداران حق کی صف میں کھڑے ہوئے اور اپنی جرات، بے خوفی، غیرت ایمانی، فراست اور تدبر کی بدولت اسلام کا ایک عظیم سپوت ثابت ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ تاحیات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند رہیں۔

حضرت اسماءؓ بنت ابو بکر نے دعوت و تبلیغ دین میں حق گوئی کی بہترین مثال قائم کی۔ انہوں نے دین اسلام کو پھیلانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ آپؓ نے نہ صرف فرمودات نبوی ﷺ کو سینہ بہ سینہ پھیلایا بلکہ عملی طور پر اعلائے کلمۃ اللہ میں بھی حصہ لیا۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے میں آپؓ کا کردار لازوال ہے اپنے فرزند حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے دل سوز موقع پر آپؓ نے جس حق گوئی، صبر ورضا اور جرات ایمانی کا ثبوت دیا وہ بنات اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ حجاج بن یوسفنے آپؓ کے بیٹے کو بڑی بے دردی سے شہید کرنے کے بعد لاش کو مقام حجون میں سولی پر لٹکا دیا اور بعد میں سولی سے اتروا کر یہود کے قبرستان میں پھینکوا دیا۔ اس کے بعد اس نے آپؓ کو بلوایا تو آپؓ نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ پیغام بھیجا کہ میرے پاس آؤ ورنہ میں کسی شخص کو بھیجوں گا جو تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا ہوا میرے پاس لے آئے گا حضرت اسماءؓ نے انکار کیا اور فرمایا: "خدا کی قسم! میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر نہیں بلائے گا۔ حجاج نے کہا میری جوتیاں لاؤ، پھر اس نے جوتیاں پہنیں اور اکڑتا ہوا حضرت اسماءؓ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ: تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کو کیسے قتل کیا؟ انہوں نے فرمایا تم نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو اس کو دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہتا ہے تو سن! خدا کی قسم! میں دو کمر بندوں والی ہوں، کمر بند کے ایک ٹکڑے کے ساتھ تو میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے طعام کو سواری کے ساتھ باندھا تھا اور دوسرا ٹکڑا وہ ہے جس سے کوئی عورت مستغنی نہیں ہوتی اور سن! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ظالم ہو گا۔ کذاب تو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور رہا ظالم تو میرے خیالمیں وہ صرف تو ہی ہو سکتا ہے۔ راوی کہتا ہے: پھر حجاج وہاں سے چلا گیا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔[21]

حضرت اسماءؓ کی ظالم حکمران کے سامنے بے خوفی اور حق گوئی امر بالمعروف کی راہ پر چلنے والوں کے لیے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ **حضرت اسماءؓ بنت یزید** نے احکامات دین کی تبلیغ نہایت مؤثر انداز میں اپنے کردار و عمل سے کیان کا شمار نہایت دانشمند صحابیات میں ہوتا ہے آپؓ انصاری خواتین میں خطیب النساء کے نام سے مشہور تھیں۔ آپؓ احکام دینیہ میں بنظر عمیق غور وخوض کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پیغام دینے میں اپنی مثال تھیں آپؓ کو دین سیکھنے کا شوق اس قدر تھا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اکثر حاضر ہو کر اکتساب فیض کرتیتھیں آپؓ سے ہی مروی ہے کہ آپؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئیں جب آپ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے درمیان موجود تھے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں خواتین کی نمائندہ بن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ میری جان بھی آپ پر فدا ہو۔ بے شک شرق و غرب میں کسی عورت نے میرے اس طرح آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بارے میں نہیں سنا مگر یہ کہ اس کی رائے بھی میری رائے کی مثل ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو حق کے ساتھ مردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے، ہم آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اس الہٰ (معبود) پر ایمان لائے جس نے آپ کو رسول بنایا اور بے شک ہم خواتین گھروں میں محصور پابند ہیں۔ مردوں کی فطری خواہشات کو پورا کرتی ہیں اور ان کی اولادوں کو اپنے بطنوں میں اٹھانے والیاں ہیں اور آپ لوگ مردوں کا گروہ ہیں جنہیں نماز جمعہ، مسجد میں باجماعت نماز ،مریضوں کی عیادت، جنازوں میں شرکت اور یکے بعد دیگرے حج کے ساتھ ہم پر فضیلت دی گئی ہے۔ ان سب میں افضل دشمن کے ساتھ لڑائی ہے۔ اور مردوں میں سے جب کوئی شخص حج و عمرہ یا لڑائی کی غرض سے گھر سے باہر ہوتا ہے تو ہم عورتیں ان کے مال و متاع کی حفاظت کرتی ہیں، ان کے لیے لباس تیار کرتی ہیں اور ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں۔ لہٰذا یارسول اللہ! کیا ہم اجر و ثواب میں آپ لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہؓ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہوئے، پھر فرمایا: کیا تم نے کبھی کسی عورت کی دین کے بارے میں اتنی عمدہ گفتگو سنی ہے جیسا کہ اس عورت نے کی ہے۔ صحابہ کرام علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہمارا نہیں گمان کہ کوئی عورت دین میں اس حد تک رہنمائی حاصل کرسکتی ہے ۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ حضرت اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے خاتون جاؤ اور اپنے پیچھے رہ جانے والی خواتین کو بتا دو کہ تم میں سے کسی کا اپنے خاوند کے حقوق زوجیت ادا کرنا اس کیرضاجوئی اور اس کی مرضی کی اقتداء کرنا اس کے برابر ہے (جو تم نے اوپر گنوایا) پھر عورت اس حال میں واپس لوٹی کہ وہ خوشی سے تحلیل (لا الہ الا اللہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) کہے جارہی تھی۔"[22]

حضرت اسماءؓ نے نہ صرف علمی لحاظ سے دین کی خدمت کرتے ہوئے طبقہ نسواں میں احکامات دین کی تبلیغ کی بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کئی جہادی اسفار جیسے غزوہ خندق، غزوہ خیبر اور غزوہ حدیبیہ میں بیعت رضوان میں بھی شریک رہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپؓ جنگوں میں شریک ہوتی رہیں عہد فاروقی میں یرموک کی ہولناک لڑائی پیش آئی تو شوق جہاد نے آپؓ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ فروغ دین میں خواتین نے جرأت اور بہادری سے ہر میدان میں خدمات سرانجام دیں۔ اروی بنت عبد المطلب آپ ﷺ کی پھوپھی شاعرہ تھیں، خنساء بنت عمرو سے آپ ﷺ شعر سنا کرتے تھے اور ان کی مہارت پر تعجب فرماتے، زینب بنت العوام حضرت زبیرؓ کی بہن شاعرہ تھیں، شیماء بنت حارث آپ ﷺ کی رضاعی بہن تھیں، یہ بچپن میں آپ ﷺ کے لیے شعر کہا کرتی تھیں، امر علہ قشیریہ نے آپ ﷺ کی وفات پر مرثیہ کہا، حضرت اسماء بنت یزید بن سکن کے بارے میں حافظ نے کہا ہے کہ یہ خطیبۃ النساء مشہور تھیں۔ حضرت حفصہؓ اپنے ہاتھوں سے تعلیمات رسول ﷺ لکھا کرتی تھیں۔ اور چند خواتین معلم و متعلم ہونے کی حیثیت سے مشہور ہوئیں۔شفاء بنت عبد اللہ عدویہ نے حضرت حفصہؓ کو کتابت سکھائی ان کو تعلیمات رسول ﷺ لکھنا سکھائیں۔

ان خواتین نے پیغامِ رسالت کو لوگوں تک پہنچایا اور بے شمار لوگوں نے ان کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔کتب رجال کی ورق گردانی سے صحابیاتؓ تابعیات، تبع تابعیاتؒ اور مختلف ادوار کی راویات و محدثات کی ایک طویل فہرست دستیاب ہو سکتی ہے جنہوں نے دعوت و تبلیغ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب و ملت میں نہیں ملتی۔

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کے عہد پر نگاہ دوڑائی جائے تو بنو امیہ کا عہد تقریباً نوے یا بانوے سال پر محیط ہے اور یہ مسلمانوں کے عروج کا دور زرّیں کہلاتا ہے۔ یہ عہد بنو امیہ حضرات صحابیاتؓ و تابعیاتؒ اور و تبع تابعیاتؒ سے عبارت ہے اس زرّیں عہد کی خواتین نے مختلف علوم و فنون کی ترقی و ترویج کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ، وعظ و تذکیر، رشد و ھدایت اور تزکیہ نفس کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں جس سے ہزارہا لوگوں نے کسب فیض حاصل کیا۔

ان خواتین میں حضرت ام الدرداء الصغریٰؒ، فاطمہ بنت عبد الملکؒ زوجہ عمر بن عبد العزیزؒ، حضرت حفصہؒ بنت سیرین، حضرت فاطمہؒ بنت منذر، حضرت فاطمہؒ بنت علی، حضرت عاتکہؒ بنت یزیدؒ، حضرت ام کلثومؒ بنت ابی بکر، حضرت عائشہؒ بنت سعد، حضرت صفیہؒ بنت شیبہؒ، حضرت عائشہؒ بنت طلحہؒ، حفصہؒ بنت عبد الرحمن کے نام قابل ذکر ہیں۔

فاطمہؒ بنت منذر بن زبیرؓ بن العوامؓ عظیم محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ اسی طرح مشہور تابعیہ **حضرت صفیہؒ بنت سیرینؒ** بلند پایہ محدثہ تھیں۔ فہم القرآن میں بھی ان کا مقام بہت اعلیٰ تھا علم قراءت میں ان کو اس قدر مہارت حاصل تھی کہ جب ان کے بھائی محمد

بن سیرینؒ کو کوئی مشکل پیش آتی تو فرماتے حفصہؒ سے پوچھو کہ وہ کیسے پڑھتی ہے۔علوم القرآن کی معرفت کے حوالے سے حضرت حفصہؒ کے لیے یہ بہت بڑی شہادت ہے جس سے ان کا علمی مقام و مرتبہ دکھائی دیتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت حفصہؒ فہم و فراست اور کتاب اللہ کو زبانیاد کرنے کے اعتبار سے بہت بلند مقام و مرتبے پر فائز تھیں۔ دن رات قرآنی ماحول میں بسر کرتی تھیں۔ اور ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف ہوتی تھیں۔ اور یہی درد انہوں نے ساری زندگی اپنا معمول بنا کر رکھا۔[23]

حضرت ام الدرداء الصغریؒ وہ خاتون ہیں جنہوں نے علوم عظیم المرتبت صحابہ اکرامؓ سے حاصل کیے۔ جن میں سرفہرست ان کے شوہر ابو درداءؓ ہیں۔[24] اور پھر ان علوم کو انہوں نے دعوت و تبلیغ کی تکمیل کے لیے آگے بھی پھیلایا۔ ان سے متعدد بڑے علمائے کرام اور جلیل القدر تابعین جن میں جبیر بن نصیر، ابو قلابہ الجرمی، رجاۃ بن حیوۃ، یونس بن سیرہ، مکحول شامی شامل ہیں انہوں نے علم حاصل کیا۔

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

"كانت ام الدرداء الصغرى من فضلي نساء وعقلائهن ودوات الرأي فيهن"[25]

(وہ بڑی عقیلہ اور فاضلہ اور صاحب رائے تھیں)

حضرت صفیہؒ بنت شیبہؒ حضرت عائشہؓ کی خاص شاگردہ تھیں۔ آپؒ امیر معاویہؓ کے دور تک زندہ رہیں۔ حدیث کی کتابوں میں ان کی روایات موجود ہیں۔ لوگ ان سے مسائل اور حضرت عائشہؓ کی حدیثیں پوچھنے آتے تھے۔[26]

آپ نے فرمودات نبوی ﷺ کو سینہ بہ سینہ آگے پھیلایا۔

حضرت عائشہؒ بنت طلحہؓ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی نواسی تھیں ان کی والدہ ام کلثومؓ اور خود ان کا شمار مشہور تابعیات میں ہوتا ہے۔ دونوں حضرت عائشہؓ کی شاگرد تھیں۔ ان کا شمار تابعہ ثقہ میں ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ بنت سعد نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایات کی ہیں۔[27] اسی طرح دین اسلام کی دعوت و تبلیغ میں آپ نے اپنے دور کی جلیل القدر خواتین کی طرح احادیث کو آگے پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

عہد بنو امیہ کی طرح عہد بنو عباس میں بھی خواتین اسی جوش و جذبے سے دعوت و تبلیغ دین میں مصروف کار رہیں۔ خلافت بنو عباس کا دور 132 ہجری تا 656 ہجری تک رہا۔ اس دور کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علمی و دعوتی دونوں لحاظ سے عہد بنو عباس کی خواتین کا مقام و مرتبہ کتنا بلند تھا۔

عہد بنو عباس کی مشاہیر نسواں میں ملکہ زبیدہ، ملکہ خیزران بوران سید نفنیہ اور سیدۃ فخر النساء، بی بی امۃ الاسلام، بی بی ستارہ شیخ الرئیس بو علی سینا کی والدہ، خدیجہ بنت محمد بغدادی، اخت شرف الاسلام امام عبد الوہات، فاطمہ بنت شیخ علاؤالدین حنفی، فقیہ سمر قندی، فاطمہ نیشاپوری، نفیہ بنت حسین، حمیضہ بنت یاسر، آمنہ رملیہ، امۃ الواحد قابل ذکر ہیں۔ دعوت و تبلیغ اور حصول علم کی خاطر ان خواتین نے دور دراز کے مقامات کا سفر کیا۔ اور دعوت دین کی خاطر اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔ اس کے علاوہ اس زرّیں عہد کی خواتین نے تصنیف و تالیف، وعظ و تذکیر، رشد و ہدایت اور تزکیہ نفس کے سلسلے میں گرانقدر خدمات انجام دیں جس سے ہزارہا تشنگان علوم ان سے فیضیاب ہوئے۔

اس دور کی نامور خواتین نے اپنی علمی و تبلیغی سرگرمیوں کے لیے انفرادی درس گاہیں اپنے گھروں میں قائم کر رکھی تھیں۔ جس سے دینی علوم کی ترویج و اشاعت ممکن ہوئی۔ ان خواتین اسلام نے اپنی علمی و دعوتی سرگرمیوں کو ہر طرح کے حالات میں جاری و ساری رکھا۔ ان خواتین اسلام نے علم حاصل کرکے دعوت تبلیغ دین کا کام شاندار طریقے سے سرانجام دیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ **شیخہ صالحہ** (چھٹی صدی ہجری) عبد الواحد بن محمد بن علی بن احمد شیرازی (جو ابو الفرج کے لقب سے مشہور تھے) کی صاحبزادی اور زین الدین علی بن ابراہیم نعیم بن نجا (جو ابن النحیّہ کے نام سے معروف تھے) کی والدہ تھیں۔ شیخ ابو الفرج اپنے وقت میں شام کے مشہور شیخ اور فقہ حنبلی کے امام تھے۔ فقہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ انہوں نے کتاب الجواہر کے نام سے (30) جلدوں میں ایک تفسیر لکھی تھی۔ ان کی صاحب زادی نے وہ تفسیر پوری یاد کرلی تھی۔

زین الدین بیان کرتے ہیں:

> "میں اپنے ماموں سے تفسیر پڑھتا تھا۔ جب میں اپنی والدہ کے پاس آتا تو وہ مجھ سے دریافت کرتیں کہ آج تمہارے ماموں نے کس سورۃ کی تفسیر بیان کی؟ اور انہوں نے کیا کیا باتیں بتائیں۔ جب میں ان کو بتاتا تو وہ پوچھتیں کہ فلاں سورۃ کی تفسیر میں انہوں نے فلاں بات بتائی کہ نہیں؟ میں جواب دیتا نہیں۔ تو وہ فرماتیں تمہارے ماموں نے فلاں آیت کی تفسیر میں فلاں فلاں باتیں چھوڑ دی ہیں۔"[28]

فاطمہ بنت محمد بن احمد السمرقندی (م: 581ھ) فقہ حنفی میں بہت شہرت رکھتی تھیں۔ ان کے والد مشہور محدث اور فقیہ تھے۔ فاطمہ نے ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کمال پیدا کیا انہیں اپنے والد کی کتاب "تحفۃ الفقہاء" پوری ازبر تھی۔ فقہ میں ان کی مہارت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے والد کے پاس کوئی استفتاء آتا تو وہ اپنی صاحبزادی سے مشورہ کرتے تھے، پھر وہ جواب تیار کرتیں اور اس پر باپ اور بیٹی دونوں کے دستخط ہوتے۔ فاطمہ کا نکاح ان کے والد نے اپنے عزیز

شاگرد علاؤالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی سے کر دیا تھا۔ کاسانی کو ان کی تصنیف "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" کی وجہ سے علمی دنیا میں بہت شہرت حاصل ہوئی فاطمہ کا علمی فیض نکاح کے بعد بھی جاری رہا وہ اپنے گھر میں درس کے حلقے لگا تیتھیں ان سے بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔ شیخ کاسانی بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کا لقب "ملک العلماء" تھا لیکن ان کی بیوی **فاطمہ** ان سے بڑھ کر تھیں۔

سوانح نگاروں نے لکھا ہے:

> **"انها كانت تنقل المذهب نقلا جيدا، وكان زوجها الكاساني ربما يهم في الفتوي فتردّه الى الصواب، وتعرفه وجه الخطا فيرجع الى قولها"[29]**
>
> (وہ حنفی مسلک کی بہت اچھی طرح ترجمانی کرتی تھیں۔ ان کے شوہر کاسانی کو بسا اوقات کوئی مسئلہ بیان کرتے ہوئے وہم ہو جاتا تو فاطمہ اس کی تصحیح کر دیتی تھیں۔ اور انہوں نے کیا غلطی کی ہے یہ بھی بتا دیتیں تھیں چنانچہ کاسانی ان کی تصحیح قبول کر لیتے تھے)

علم حدیث کے میدان میں شیخ ابو الحجاج جمال الدینیوسف المزّی (م:742ھ) کی خدمات سے اسلامیات سے دلچسپی رکھنے والے ہر طالب علم اچھی طرح واقف ہے۔ خاص طور سے فن اسماء الرجال میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ان کی تصانیف، تہذیب الکمال فی آسماء الرجال، تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف اور المنتقی من الفوائد الحسان فی الحدیث اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ شیخ مزیؒ کو جتنی مہارت اور شہرت علم حدیث اور رجال کے میدان میں تھی، اتنی ہی، بلکہ اس سے زیادہ مہارت اور شہرت ان کی زوجہ عائشہ ابراہیم بن صدیق جو ام فاطمہ کے لقب سے مشہور تھیں علم تجوید و قرآتِ قرآن کے میدان میں بہرہ ور تھیں، وہ بہترین قاریہ تھیں 741ھ میں (80) برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ نصف صدی سے زائد عرصہ انہوں نے قرآن کی تعلیم و تدریس میں گزارا اور ہزاروں مردوں اور عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔ ان سے یہ فن سیکھنے والوں میں ان کی صاحبزادی **امۃ الرحیم زینب** بھی تھیں۔ جو مشہور مفسر محدث اور مؤرخ علامہ ابن کثیر الدمشقیؒ (م:774ھ) کی زوجہ تھیں۔

ابن کثیرؒ جہاں شیخ مزیؒ کے مشہور تلامذہ میں سے تھے، وہیں انہوں نے اپنی خوش دامن صاحبہ سے بھی علمی استفادہ کیا تھا۔ ابن کثیر نے ان کا تذکرہ بڑے اچھے انداز میں کیا ہے:

> "اپنے زمانے کی عورتوں میں کثرت عبادت، تلاوت قرآن اور فصاحت و بلاغت اور صحیح ادا کے ساتھ قرآن پڑھنے کے معاملے میں کوئی دوسرا ان کا ہمسر نہ تھا۔ انہوں نے بے شمار عورتوں کا قرآن ختم

کروایا اور بے شمار عورتوں نے ان سے قرآن پڑھا۔ ان کی طرح کی قراءت کرنے سے بہت سے مرد حضرات عاجز تھے۔"[30]

اسلام اور مسلمانوں کے امتیازات میں سے یہ امتیازی شان ہر دور میں نمایاں رہی ہے کہ دعوت و تبلیغ میں مردوں کی طرح عورتوں نے بھی بھرپور حصہ لیا ہے اور قرآن و سنت کی نشر و اشاعت میں مردوں کے دوش بدوش خدمات سر انجام دی ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر عصر حاضر تک خواتین ہر لمحہ و ہر لحظہ مردوں کی معاون و مددگار رہیں اور اپنے مال و متاع، علم و فن، عقل و ہنر ہر لحاظ سے دین حق کی خدمت میں پیش پیش رہی ہیں۔

خلاصہ بحث

دین اسلام ایک ہمہ گیر اور آفاقی دین ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کی تکمیل کے بعد دعوت تبلیغ کی ذمہ داری تمام مسلمانوں کو سونپی گئی۔ یہ امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری بن چکا ہے۔ اس کی ادائیگی میں مسلمانوں کا کوئی خاص گروہ مختص نہیں بلکہ یہ کام سبھی کو کرنا ہے۔ دعوت دین کی ذمہ داری خواتین پر بھی اسی طرح عائد ہوتی ہے جس طرح مردوں پر۔ لیکن خواتین کا دائرہ کار مردوں سے ذرا مختلف ہے۔ نیک اور صالح معاشرے کے قیام کے لیے خواتین کی دینی تعلیم و تربیت بہت ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔ عیدین اور خطبہ جمعہ کے موقع پر خواتین کو بھی شرکت عام کی ترغیب دی جاتی نیز خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک دن مخصوص فرمایا۔ یہ تعلیمات نبوی ﷺ کا ہی نتیجہ تھا کہ دعوت دین کے مقدس فریضے میں خواتین اسلام اپنے رفقاء کی معاون اور مددگار بن گئیں اور حضرت عائشہؓ جیسی بلند پایہ فقیہہ سے صحابہ کرامؓ اہم مسائل میں فتاویٰ لیتے۔ کتب احادیث اور مسلمانوں کی تاریخ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ دین اسلام میں خواتین دعوت دین کے کام میں کتنی سرگرم تھیں، ان کی دعوت دین سے پُر زندگی آئندہ آنے والی امت کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے نمونہ بھی ہے اور راہ عمل بھی۔ دعوت میں ایک مسلمان عورت کا کیا کردار ہونا چاہیے امت کی تعلیم و تربیت میں ایک عورت کا کیا دائرہ عمل ہونا چاہیے، امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کی زندگیاں ان تمام سوالات کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ان کی بامقصد زندگیاں آج کے پر فتن دور میں عورتوں کے لیے راہ عمل بھی ہیں اور راہ نجات بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] آل عمران 110:3

Āl ‘imrān 3:110

[2] البقرۃ 143:2

Albaqarah 2:143

[3] جبران مسعود، **الرائد** (بیروت: دار العلم للملایین، 1990ء) 1/ 229

Jibrān mas’ūd,*alrāid* (Beirūt:dār al’ilm lilmlāyīn,1990),1 mnj /229

[4] عثمانی، مفتی محمد شفیع، **تفسیر معارف القرآن** (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء) 1/ 309-316

Ūthmānī , muftī Muhammad shafī’, *tafsīr m’ārif alqurān*(karāchi:maktabah m’ārif alqurān,2008),1/309-316

[5] مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان ، باب : النہي عن المنکر من الایمان (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س۔ن) ح:177

Muslim bin alḥajāj abū alḥasan alqashirī alneisāpūrī, *aljāme’ alṣaḥiḥ*,kitāb alīmān,bāb: alnhī ‘an almunkar min alīmān(Beirūt: dār aḥya alturath al’arabī,n.d) ḥ:177

[6] ابن قیم، امام، **اعلام الموقعین** (بیروت: دار الفکر، 1397ھ) 1/ 92، ۹۳

Ibn alqayyam, *imām, a’lām almauqi’īn*(Beirūt: dār alikar,1397)1/92,93

[7] سیوطی، جلال الدین، **الاتقان فی علوم القرآن**، (مترجم: محمد حلیم انصاری) (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1982ء) 2/ 86؛ زرکشی، بدر الدین، محمد بن عبد اللہ، **البرہان فی علوم القرآن** (دار المعرفہ، 1990ء) 2/ 218؛ ابن عقیلہ، المکی، **الزیادہ والاحسان فی علوم القرآن** (المتحدہ: جامعہ الشارقہ الامارات العربیہ، 2006ء) 2/ 252

sayūṯī, jalāl aldīn, *alītaqān fī ‘alūm alqurān*(mutarjam: muḥammad halīm anṣārī),(lāhore: idārāh islāmiyāt,1982)2/86; zarkashī, badar aldīn, muḥammad bin ‘abd allah, *alburhān fī ‘alṣūm alqurān*(dār alma’rifah,1990),2/218; ibn ‘aqīlah, almakkī, *alziyādah wa aliḥsān fī ‘alūm alqurān*(almutaḥidah: jami’ah alshāriqah alamārāt al’arabiyah,2006) 2/252

[8] ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری، **السیرۃ النبویۃ** (بیروت: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ) 2/ 77؛ ابن کثیر، **البدایۃ والنھایۃ** (دار احیاء التراث العربی، 1988ء) 3/ 23

Ibn hashām, abū muḥammad ‘abd almalik ḥamīrī, *alsīrah alnabawiyah*(Beirū: dār aljail,1411) 2/77 ; ibn kathīr, *albadāiyah wa alnahāiyah*(dār alaḥya’ altrath al’arabī,1988) 3/23

[9] ابن ہشام، **السیرۃ النبویۃ**، 2/ 264

Ibn hashām, *alsīrah alnabawiyah*,2/264

[10] ابراہیم مصطفی، **المعجم الوسیط**، 1/ 197

Ibrāhīm mustafā, *almu’jam alwasīṯ*,1/197

[11] الترمذی، محمد بن عیسی بن سَورۃ، أبو عیسی، **السنن**، کتاب المناقب ، باب من فضل عائشۃ رضي اللہ عنھا (مصر: مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، 1395ھ) ح: 3883

altirmaḏī, muḥammad bin ‘īsā bin saurah, abū ‘īsā, *alsunan*, kitāb almanāqib, bāb: min faẓal ‘āīshah (miṣar:maṯba’ah mustaā albābī alḥalbī,1395)

[12] ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، **تذکرۃ الحفاظ** (حیدر آباد، دکن: دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۹۶۸ء) 1/28

ḍahabī,shams aldīn muḥammad bin aḥmad alḍahbī, *taḍkarah alḥufāẓ*(haidar ābād,dakkan:dāirah alm’āri al’uthmāniyah,1968)1/28

[13] بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی، **الجامع الصحیح**، کتاب الجہاد والسیر، باب غزو النساء وقتالھن مع الرجال(دار طوق النجاۃ، 1422ھ)ح:2724

Bukhārī, muḥammad bin īsmā’īl abū ‘abd allah albukhārī alja’fī, *aljāme’ alṣaḥīḥ*, kitāb aljihād wa alsiyar, bāb ghazwa alnisā wa qitāluhunn ‘an alrijāl(dār ṯauq alnijāt,1422)ḥ: 2724

[14] ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن الواحد شیبانی جزری، **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن) 7/339

Iban athīr, abū alḥasan ‘alī bin muḥammad bin ‘abd alkarīm bin alwāḥid shaibānī jazrī,*ūsud alghābah fī ma’rifah alṣaḥābah*(beirūt: dār alkutub al’ilmiyah,n.d)7/339

[15] ابن سعد، ابو عبداللہ محمد، **الطبقات الکبریٰ**،(بیروت: دار الفکر، ۱۹۷۸ء) 8/264

Ibn sa’ad, abū ‘abd allah muḥammad,*alṯabqāt alkubrā*(beirūt: dār alfikar,1978)8/264

[16] المسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ النساء مع الرجال، ح:1809

Almuslim, *aljāme’ alṣaḥīḥ*,kitāb aljihād wa alsiyar, bāb:ghazwah alnisā ma’ alrijāl,ḥ:1809

[17] حلبی، علی بن برہان الدین، **سیرۃ الحلبیۃ**(بیروت: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ) 2/504

ḥalbī,’alī bin burhān aldīn, *sīrah alḥalbiyah*(beirūt:dār alma’rifah,1400)2/504

[18] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، 8/415

Ibn sa’ad, *alṯabqāt alkubrā*,8/415

[19] ایضاً

Ibid

[20] حاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد، **المستدرک علی الصحیحین** (بیروت: دار الکتب العلمیہ) 4/65، ح:6897

ḥākim, abū ‘abd allah muḥammad bin ‘abd allah bin muḥammad, *almustadrak ‘ala alṣaīḥain*(beirūt:dār alkutab al’ilmiyah)4/65,ḥ:6897

[21] المسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ذکر کذاب ثقیف ومبیرھا، ح:25453

Almuslim, *aljāme’ alṣaḥīḥ*, kitāb faḏāil alṣaḥābah, bāb ḍikar kaḍāb thaqīf wa mabīruhā,ḥ:25453

[22] بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ، **شعب الایمان** (مکہ مکرمہ: دار الباز، ۱۹۹۴ء) ح:

Beihīqī,abū bakar aḥmad bin ḥusain bin ‘alī bin ‘abd allah bin mūsā,*sha’b alīmān*(makkah mukaramah:dār albāz,1994) 8743

[23] احمد خلیل جمعہ، **عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین**، محمود احمد غضنفر (یوپی: مکتبہ الفہیم، ۲۰۰۰ء) 97

aḥmad khalīl juma’ah,*’ahd altabi’īn kī jalīl alqadar khawātīn*, maḥmūd aḥmad ghaḏanfar(UP: maktabah alfahīm,2000)97

[24] طالب ہاشمی، **تاریخ اسلام کی 400 باکمال خواتین** (لاہور: پین اسلامک پبلشر، ۱۹۹۲ء) ۱۱۴

ṯālib hāshmī, *tārīkh islām kī 400 bākamāl khawātīn*(lāhore: pain islāmic publisher,1992)114

[25]القرطبی، محمد بن عبد البر النمیری، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**(بیروت: دار الجیل،1412ھ)2/289

alqurṯabī, muḥammad bin ‘abd albir alnamīrī, *alistī’āb fī ma’rifah alaṣḥāb* (beirūt: dār aljailo,1412)2/289

[26]ابن حجر العسقلانی، شہاب الدین، **تہذیب التہذیب**(ھند: درانۃ المعارج النظامیہ،2010ء)12/329

Ibn ḥajar al’asqalānī, shahāb aldīn, *tahḏīb altahḏīb*(hind: drānah alm’ārij alniḏāmiyah,2010)12/329

[27]محمد بن سعد ابو عبد اللہ، الطبقات الکبریٰ،(بیروت: دار الکتب العلمیہ،1410ھ)8/388

muḥammad bin sa’ad abū ‘abd allah , *alṯabqāt alkubrā*(beirūt: dār alkutub al’ilmiyah,1410)8/388

[28]ابو الفرج زین الدین، البغدادی، **کتاب الذیل علی طبقات الحنابلۃ لابن زجب**(القاہرہ: مطبعہ السنۃ المحمدیہ،1953ء)440

Abū alfarj zain aldīn ,albaghdādī, *kitāb alḏail ‘ala ṯabqāt alḥanābilah laibn zajab*(alqāhirah: maṯba’ah alsunnah almuḥamadiyah,1953)440

[29]زینب بنت علی العامی، **الدر المنثور فی طبقات ربات الخذور**،367

Zainab bint ‘alī al’āmī, *aldur almanthūr fī ṯabqāt rabāt alḥaḏūr*,367

[30]ابن کثیر، **البدایۃ والنھایۃ**(دار احیاء التراث العربی،1988ء)21/113

Ibn kathīr, albadaiyah wa alnihaiyah(dār aḥya’ alturāth al’arabī,1988)21/113